© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

بچوں کے حقوق

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ہم نے انسان کو بہترین خلقت (فطرت) پر پیدا کیا ہے''۔ (سورۃ تین)...... قرآنی تصور کے مطابق انسانی فطرت کا خمیر نیکی سے اُٹھا ہے۔ انسانی اَعمال میں کجی اور برائی کا ظہور دراصل سماجی عوامل اور معاشرتی تربیت کا نتیجہ ہے۔ جنابِ رسالت مآب ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''ہر بچہ اپنی فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے والدین، اسے نصرانی یا یہودی بنادیتے ہیں'' بچے اپنی معصومیت کے اعتبار سے انسانی فطرت کی اصلیت کی صحیح عکاسی کرتے ہیں۔

بچے بے حد معصوم، پیارے اور اپنے والدین کی آنکھوں کا نور ہوتے ہیں، ان کے اندر مچلتی تمناؤں اور اُمنگوں کا ایک خزینہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ ان کی سادگی اور معصومیت کائنات کے حسن کا پرتو ہے۔ انسانی بچے اپنی نشوونما کے مراحل میں والدین اور عزیز واقارب کی بے پایاں شفقت، محبت اور توجہ کے جس قدر متقاضی ہوتے ہیں، کسی اور مخلوق کے بچوں کو شاید اتنی نگہداشت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بچوں کے اندر اس جسمانی کمزوری کی حکمت شاید یہ ہے کہ اوائل عمر ہی میں بچے اور والدین کے مابین تعلق کے گہرے رشتوں کی بنیاد رکھ دی جائے۔ یہ ایک فطری اَمر ہے کہ انسان جس چیز پر متواتر اپنی اُلفتیں نچھاور کرتا ہے اور اس کا خیال رکھتا ہے، اس کے دل میں اس کے متعلق شدید محبت اور اُنس کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں۔ پیدائش سے لے کر رضاعت اور پھر بچپن میں انحصاریت کا طویل دورانیہ بچوں کے بارے میں والدین کے دلوں میں محبت اور وارفتگی کے سچے جذبات کو پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

بچے کسی بھی قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ہیں۔ جو قومیں بچوں کی تعلیم وتربیت، صحت ونگہداشت کے بارے میں لاپروائی کا مظاہرہ کرتی ہیں، ان کا مستقبل بھی اسی تناسب سے غیر یقینی اور ناقابل رشک ہوجاتا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بچوں کے حقوق کے تحفظ کا تصور قوموں کے حقوق کے تصور سے وابستہ ہے۔ انگریزی کا معروف مقولہ ہے: "Child is the father of the man" یعنی ''بچہ آدمی کا باپ ہے''...... بلاشبہ بچے کسی بھی قوم کا انتہائی قیمتی سرمایہ ہیں۔ کسی بھی معاشرے کی معاشی، ثقافتی اور سماجی ترقی کا انحصار اس کی ان پالیسیوں اور طریقہ کار پر ہے جو وہ آنے والی نسلوں کی باقاعدہ تربیت کے متعلق وضع کرتا ہے۔ لہٰذا یہ والدین اور ریاست کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی نشوونما اور ترقی کے لئے ایسی کاوشیں بروئے کار لائیں جو انہیں مستقبل کے چیلنج سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دیکھیں۔ بچوں کی نشوونما کے لئے مناسب ماحول پیدا کرنا معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

حالیہ برسوں میں بچوں کے متعلق بین الاقوامی سطح پر انقلابی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ یہ تصور کہ بچوں کی مخصوص ضروریات ہیں، بالآخر اس اعتقاد پر منتج ہوا ہے کہ بچوں کے اسی طرح بھرپور حقوق ہیں جس طرح کہ بالغوں کے حقوق ہیں، مثلاً شہری، ثقافتی اور معاشی وغیرہ۔

۳۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ''بچوں کے معاہدے'' کی منظوری دی، تو یہی اعتقاد عملی طور پر بین الاقوامی قانون کا حصہ بن گیا۔ دنیا کے بیشتر ممالک نے ''کنونشن آن دی رائٹس آف دی چائلڈ'' (بچوں کے حقوق کا معاہدہ) کی توثیق کر دی ہے، پاکستان نے بھی اس معاہدہ کی ستمبر ۱۹۹۰ء میں توثیق کر دی۔

مغربی تہذیب کی یلغار اور کچھ بدلتے عمرانی و معاشی عوامل وحالات کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ اُتھل پتھل کا شکار ہے۔ پاکستانی معاشرہ اپنی اَخلاقی اور سماجی اقدار کے تحفظ وتسلسل کی ایک زبردست جدوجہد میں مصروف ہے۔ قدیم وجدید قدروں کے درمیان کشمکش نے ہمارے خاندانی نظام کی بنیادوں کو متزلزل کر دیا ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے، مگر اسے قبول کئے بغیر چارہ نہیں ہے کہ پاکستانی معاشرہ اپنی روحانی اور جوہری صفات کے اعتبار سے اب وہ معاشرہ نہیں رہا جو تیس چالیس برس قبل دیکھنے میں آتا تھا۔ سماجی اِداروں کے عدمِ استحکام اور خاندانی نظام کے روبہ زوال ہونے کی وجہ سے ہمارے ہاں بچوں کی تعلیم وتربیت کے مسائل نے سر اُٹھانا شروع کر دیا ہے۔ حالیہ برسوں میں اگر گھر سے فرار ہونے والے، اغوا ہونے والے اور گم شدہ بچوں کی تعداد میں ہمارے ہاں اضافہ ہوا ہے، تو یہ امر زیادہ تعجب کا باعث نہیں ہونا چاہئے۔ حالات جس طرف جا رہے ہیں، یہ ان کا منطقی نتیجہ ہی تو ہے۔

گزشتہ چند ماہ کے دوران ہمارے ذرائع اَبلاغ میں انسانی حقوق اور عورتوں کے حقوق کے علاوہ بچوں کے حقوق کا بھی غیر معمولی تذکرہ ہونا شروع ہوا ہے، اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ہماری قوم میں بحیثیت اجتماعی بچوں کے حقوق کے متعلق شعور میں کوئی انقلابی تبدیلی رونما ہوئی ہے، اس کی بنیادی وجہ ایک جنونی قاتل، جاوید مغل کی طرف سے سو بچوں کے قتل کی انسانیت سوز اور لرزہ خیز واردات کا منظرعام پر آنا تھا۔ اس ہولناک واقعے نے ہمارے سوئے ہوئے ضمیر پر یکایک کوڑے برسائے۔ انسانی تاریخ کے اس عدیم النظیر بربریت کے مظاہرے نے اِقتدار کے ایوانوں میں قومی دولت کے مزے اُڑانے والے حکمرانوں کو بھی حواس باختہ کر دیا۔ حکومتی اِداروں کی منجمد مشینری کے کل پرزوں میں وقتی طور پر ارتعاش کی لہر پیدا ہوئی۔ ہمارے صحافیوں کو سنسنی خیز فیچر چھاپنے کا ایک نادر موقع میسر آیا۔ این جی اوز نے اسے اپنی نمود ونمائش کا سنہری موقع سمجھتے ہوئے سیمینارز کا ایک سلسلہ منعقد کیا، اس طرح انہیں پاکستانی معاشرہ کو ''مزید وحشی'' بنا کر پیش کرنے کا جواز ہاتھ آ گیا اور یہی جواز کروڑوں روپے کے اضافی فنڈز کی وصولی کا بہترین بہانہ بن گیا۔ جاوید مغل کو عدالت نے عبرت ناک سزا سنائی۔ آہستہ آہستہ یہ واقعہ گوشۂ گمنامی میں چلا گیا۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کافی عرصہ سے جاوید مغل کے بارے میں کوئی خبر شائع نہیں ہوئی۔ گویا بچوں کے حقوق کا وقتی اُبال بھی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا ہے۔

جولائی ۲۰۰۰ء کے دوسرے ہفتے میں لاہور کے نواحی قصبہ مانگا منڈی میں ایک پراسرار بیماری نے قومی پریس کو اپنی جانب مبذول کیا تو بچوں کے حقوق کا ذکر ایک دفعہ پھر سننے میں آرہا ہے۔ قومی پریس میں لاہور کے مضافاتی دیہات کوٹ اسد اللہ اور کلالانوالہ میں چار سو بچوں کے معذور ہونے کی خبر کی اشاعت نے ایک دفعہ پھر ہمارے منجمد ضمیر کو پگھلانے کا کام کیا۔ اس بیماری کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس علاقے میں موجود فیکٹریاں اپنا فضلہ زیر زمیں کنویں کھود کر اس میں ڈالتی ہیں اور ان فیکٹریوں کا فضلہ زیر زمین پانی میں شامل ہوکر پینے والے پانی کو زہر آلود کر رہا ہے۔ پانی میں فلورائیڈ کی مقدار زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں ہڈیوں کی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں اور اس بیماری کا سب سے زیادہ شکار بچے ہوئے ہیں۔ قومی اخبارات اور ٹیلی ویژن پر جوں جوں اس افسوسناک واقعے کی خبریں نشر ہوتی گئیں، حکومتی اِداروں کے اہل کار اور کچھ این جی اوز کے تماش بین ویڈیو کیمرے لے کر وہاں پہنچنا شروع ہوئے۔ انسانی حقوق کمیشن کا نمائندہ ۳۱؍ جولائی کو وہاں پہنچا۔ اگر گھر سے ہر فرار ہونے والی کسی لڑکی کے حقوق کے تحفظ کا معاملہ ہوتا تو یہ نمائندہ چند گھنٹوں میں وہاں پہنچ جاتا۔ موصوف نے بیان دیا کہ انسانی حقوق کمیشن متاثرہ بچوں کے علاج کی ذمہ داری لینے کو تیار ہے۔ نجانے اس ذمہ داری کو فوری طور پر نہ نبھانے میں کون سا امر مانع تھا۔ حکومتِ پنجاب نے بھی توجہ فرمائی۔ گورنر پنجاب جنرل (ر) محمد صفدر نے بھی یکم اگست ۲۰۰۰ء کو مانگا منڈی کا دورہ کیا۔ انہوں نے وہاں عوام سے جو خطاب فرمایا، وہ حکومتی اِداروں کی بے حسی کا ایک نوحہ ہے: انہوں نے کہا:

> ''معاشرہ بے حسی کا شکار ہے۔ سابق حکومتوں نے عوام کے مسائل کا اِحساس نہیں کیا، منتخب نمائندوں نے اپنے عوام کی مشکلات حل کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا۔ گورنر نے کہا کہ مانگا منڈی میں زہریلے پانی سے بچوں کی معذوری کی خبر پڑھی تو مجھے دکھ کے ساتھ غصہ بھی آیا۔ اس وقت میری عجیب کیفیت تھی۔ ننھے منھے بچوں کو ایسی حالت میں دیکھ کر ہر انسان پریشان ہوگا جس کے سینے میں دل ہو۔ غصہ اس لئے آیا کہ چار سال پہلے یہ وَبا شروع ہوئی اور کسی کو عقل نہیں آئی۔ کسی حکومت یا محکمے نے اپنے فرض کا احساس نہیں کیا۔ آغاز ہی میں اس وبا کا نوٹس لینا چاہئے تھا۔ اس معاملے میں کوئی کاروائی نہ کرنا شرمناک بات ہے۔ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ لاہور سے صرف دس پندرہ میل کے فاصلے پر واقع اس علاقہ میں پھیلنے والی بیماری کا پتہ نہیں چل سکا۔ مانگا منڈی کوئی ریگستانی علاقہ نہیں کہ یہاں پہنچا نہیں جاسکتا۔ اگر مانگا منڈی کا یہ حال ہے تو ان علاقوں کا کیا حشر ہوگا جہاں سڑکیں اور راستے نہیں ہیں۔ گورنر نے کہا کہ معاشرہ اور تہذیب میں اتنی بے حسی اچھی بات نہیں ہے'' (نوائے وقت: ۲؍اگست ۲۰۰۰ء)

مانگا منڈی کا علاقہ رائیونڈ محل سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس علاقے میں این جی اوز کا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جال بچھا ہوا ہے۔ نہ تو سابقہ حکمرانوں کی نگاہ اس علاقے پر پڑی اور نہ ہی کسی این جی او نے اس عوامی مسئلہ کی نشاندہی کی۔ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ آخر ہم بیدار ہونے کیلئے بہت بڑی چوٹ کے منتظر کیوں رہتے ہیں۔

۱۸، ۱۹ رجولائی کو یونیسف کے تعاون سے حکومت پنجاب کے محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے ''بچوں کے حقوق کے معاہدہ'' کے متعلق ایک بڑے ہوٹل میں سیمینار منعقد کرایا گیا۔ وفاقی حکومت ، چاروں صوبائی حکومتوں اور این جی اوز کے نمائندوں کے علاوہ بچوں کے حقوق پر تحقیق کرنے والے دانشوروں نے اس میں شرکت کی۔ صوبائی وزیر مس شاہین عتیق الرحمن اس سیمینار کی مہمانِ خصوصی تھیں۔ اس دو روزہ سیمینار میں چھ مطالعاتی گروپ تشکیل دیئے گئے۔ ان گروپوں نے بچوں کی رجسٹریشن، بچوں کے لئے ہیلتھ ایجوکیشن، چائلڈ لیبر (بچوں کی مزدوری)، بچوں کے لئے انصاف اور گھروں سے بھاگنے والے اور گم شدہ بچوں کے مسائل جیسے موضوعات پر تفصیلی غور وفکر کے بعد سفارشات مرتب کیں۔ یہ عجب سوئے اتفاق ہے کہ جن دنوں یہ سیمینار ہو رہا تھا، اس سے کئی روز پہلے قومی پریس میں مانگا منڈی کے بچوں کے متعلق خبریں شائع ہو چکی تھیں مگر اس سیمینار کے شرکا میں سے کسی نے بھی اس موضوع پر اظہارِ خیال مناسب نہ سمجھا۔ شرکا کو صرف یہی ٹاسک دیا گیا تھا کہ وہ اقوامِ متحدہ کے بچوں کے حقوق کے کنونشن کی روشنی میں اپنی سفارشات مرتب کریں۔ این جی اوز کے بعض نمائندوں کی سوچ بے حد سطحی اور زمینی حقائق سے غیر منطبق تھی۔ ایسے سیمینارز ''گفتند، نشستند، خوردند اور برخاستند'' کی عمدہ مثال ہوتے ہیں۔

اس سے پہلے کہ بچوں کے مسائل، ان کی وجوہات اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچوں کے حقوق پر روشنی ڈالی جائے، مناسب ہوگا کہ The Convention of the Rights of the Child (CRC) کی چند اہم شقوں کا بیان ہو جائے۔ CRC کی کل ۵۴ دفعات ہیں جن میں درج ذیل دفعات قابل توجہ ہیں:

۱۔ اٹھارہ سال سے کم عمر کے تمام لڑکوں اور لڑکیوں کو بچہ مانا جائے گا۔

۲۔ بچوں کے ساتھ ان کے یا ان کے والدین اور سرپرست کے رنگ، نسل، عقیدے، مذہب، زبان، ملک، قوم، قبیلے، پیدائش کی جگہ، سیاسی رائے، رُتبے، جائیداد یا کسی معذوری کی وجہ سے امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ بچوں کے بارے میں کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت عدالتیں، رضا کار ادارے، یا سرکاری کارکن بچے کے بہترین مفاد کو ہمیشہ سامنے رکھیں گے۔

۴۔ زندہ رہنا ہر بچے کا پیدائشی حق ہے اور تمام ممالک اس بات کی پوری کوشش کریں گے کہ پیدا ہونے والے ہر بچے کی جان کی حفاظت کی جائے اور اس کی اچھے طریقے سے پرورش کی جائے۔

۵۔ حکومت اس بات کا خیال رکھے گی کہ بچے عام حالات میں اپنے ماں باپ کی شفقت سے محروم نہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

رہیں۔

۶۔ حکومت اس بات کا خیال رکھے گی کہ کوئی بچہ اپنے ماں باپ سے ان کی مرضی کے بغیر جدا نہ ہونے پائے۔ ماں باپ میں علیحدگی کی صورت میں بچے کا یہ حق ہے کہ اسے دونوں سے ملنے دیا جائے، چاہے ان کی رہائش ان میں سے کسی ایک کے پاس ہو۔ اگر ماں باپ بچے کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریں تو بچے کو ان سے الگ کیا جاسکے گا۔

۷۔ ہر حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ بچوں کو اغوا کرنے یا ان کو زبردستی دوسروں ملکوں میں لے جانے یا رکھنے کی ہر کوشش روکے۔

۸۔ جب بچہ اس قابل ہو جائے کہ وہ اپنی رائے قائم کر سکے تو حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ بچہ اپنے بارے میں اپنی رائے کا پوری آزادی سے اظہار کر سکے اور اس کی عمر کے لحاظ سے بچے کی رائے کو اہمیت بھی دی جائے۔

۹۔ ہر ملک کے بچے کو سوچنے، سمجھنے، بات کہنے اور اس کے مطابق کام کرنے کی آزادی ہوگی۔

۱۰۔ حکومت اس بات کا انتظام کرے گی کہ بچوں کو ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبار اور رسالوں کے ذریعے دنیا بھر سے ایسی مفید معلومات حاصل ہوتی رہیں۔ بچوں کو نقصان دِہ معلومات، کتابوں، فلموں اور پروگراموں سے بچانے کے لئے حکومت ضروری کاروائی کرے گی۔

۱۱۔ حکومت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ بچوں کو ہر قسم کی لاپرواہی اور برے سلوک سے بچائے۔ چاہے یہ غلط سلوک بچے کے ماں باپ، سرپرست یا ان کی دیکھ بھال کرنے والے کی طرف سے ہی کیوں نہ ہوں۔ حکومت نہ صرف ایسے برے سلوک کے خاتمے کے لئے کاروائی کرے گی بلکہ برے سلوک کا شکار ہونے والے بچوں کی بحالی کے لئے بھی کام کرے گی۔

۱۲۔ ہر بچے کا یہ حق ہے اور اسے زندگی کے کم از کم معیار کے مطابق سہولتیں دینا بچے کے ماں باپ کی پہلی ذمہ داری ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ اس ذمہ داری کو پورا کروایا جائے۔

۱۳۔ تعلیم حاصل کرنا ہر بچے کا بنیادی حق ہے اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ پرائمری تک تعلیم کو لازمی اور مفت فراہم کیا جائے۔ سکول کے نظم وضبط کو قائم کرتے وقت بچے کی عزتِ نفس کا خیال رکھا جائے۔

بادی النظر میں مندرجہ بالا تمام دفعات قابل تعریف ہیں، لیکن اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں بعض دفعات اسلامی تعلیمات اور پاکستانی ثقافت سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ مثلاً CRC کے مطابق ۱۸ سال تک کا لڑکا بچہ ہی شمار ہوگا۔

اسلام میں جنسی بلوغت کو ہی بچپن کی حد قرار دیا گیا ہے۔ عام مشاہدہ یہ ہے کہ لڑکا ۱۲، ۱۳ سال کی عمر تک بلوغت کی منزل میں قدم رکھ دیتا ہے۔ فرض کیجئے کہ ۱۸ سال سے چند روز کم کا ایک لڑکا اگر جنسی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے، یا کسی کو قتل کر دیتا ہے تو اسے CRC کی رو سے وہ سزا نہیں ملے گی جو بالغ آدمی کو ملنی چاہیئے۔ جولائی ۲۰۰۰ میں حکومت پاکستان نے ایک ترمیم کے ذریعے ۱۸ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے سزائے موت کی منسوخی کا اعلان کیا ہے۔ مندرجہ بالا شق نمبر ۱۱ کے نتائج اب یورپ وامریکہ میں یہ سامنے آئے ہیں کہ وہاں والدین اپنے بچوں کو تربیت کی غرض سے بھی معمولی سزا نہیں دے سکتے۔ معمولی ڈانٹ ڈپٹ کی صورت میں بھی بچے ایک خاص فون نمبر ملا کر اپنے والدین کے خلاف پولیس کو بلوا لیتے ہیں، ایسی صورت میں والدین اور بچوں کے درمیان باہمی رشتے متاثر ہوتے ہیں۔ شق نمبر ۱۳ کی رو سے اساتذہ بچوں کو کسی قسم کی سزا نہیں دے سکتے۔ برطانیہ میں حال ہی میں اس بارے میں نظر ثانی کی گئی ہے۔ شق نمبر ۹ میں بیان کردہ آزادیوں کے اثرات بھی منفی پڑے ہیں۔

بعض دفعات پاکستانی معاشرے میں ناقابل عمل ہیں مثلاً شق نمبر ۱۲۔ پاکستان جہاں کی ۴۰ فیصد آبادی خطِ افلاس سے نیچے زندگی بسر کر رہی ہو، وہاں حکومت کم از کم معیارِ زندگی پر عمل درآمد کیسے کروائے گی۔ اس ضمن میں اہم ترین بات یہ ہے کہ کوئی بھی قانون یا معاہدہ کسی معاشرے پر اس وقت تک لاگو نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ وہ اس معاشرے کی مذہبی روایات اور سماجی اَقدار سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

بچوں کے حقوق کی پامالی کے ضمن میں بچوں کے ساتھ غلط برتاؤ (Child Abuse) کا معاملہ خاصا اہم ہے۔

معروف ماہر امراضِ نفسیات پروفیسر ڈاکٹر خالدہ ترین کی رائے میں اس برے برتاؤ کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً (۱) جسمانی غلط برتاؤ (۲) جذباتی غلط برتاؤ (۳) جنسی غلط برتاؤ (۴) سماجی غلط برتاؤ۔ پروفیسر خالدہ ترین کے مطابق پاکستان میں حتمی اَعداد وشمار تو میسر نہیں ہیں البتہ بچوں کے ساتھ غلط برتاؤ میں اضافہ ہو رہا ہے، دوسرے ممالک میں بھی یہی صورتحال ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ جذباتی غلط برتاؤ (Emotional Abuse) کی تشخیص نسبتاً مشکل ہے۔ اس میں سخت اور دل آزار کلمات اور سخت رویہ شامل ہے جو بچوں میں جذباتی خلل پیدا کرتا ہے۔ ان کے خیال میں بچوں کی جذباتی نشوونما بھی اتنی اہم ہے جتنی کہ جسمانی۔ ایک بچہ جس کو نظر انداز کردیا جائے تو اس کی شخصیت کی صحیح طور پر نشوونما نہیں ہو پاتی۔ سماجی غلط برتاؤ کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر خالدہ ترین لکھتی ہیں کہ اس سے مراد بچوں کی مزدوری، فیکٹریوں میں جبری ملازمت اور گھریلو کام کاج کی مزدوری ہے (مقالہ Child abuse and child neglect)

پاکستان میں چائلڈ لیبر کے حوالے سے بعض این جی اوز نے منفی پراپیگنڈہ کیا جس کی وجہ سے پاکستان کی کھیلوں اور قالین کی صنعت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچا۔ پاکستان جیسے غریب اور پسماندہ ملک میں کام کرنے والے، فاقہ زدہ بچوں سے بہرحال بہتر ہیں۔ جب تک حکومت ان کی معاشی کفالت کا خاطر خواہ بندوبست نہیں کرتی، چائلڈ لیبر پر پابندی عائد کرنے سے معاشی مسائل پیدا ہوں گے۔

یہ امر پیش نظر رہے کہ بچوں سے غلط برتاؤ (Abuse) کا مسئلہ صرف ترقی پذیر ممالک تک محدود

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نہیں ہے بلکہ پاکستان جیسے ممالک میں جہاں ابھی تک خاندانی نظام کا شیرازہ بکھرنے سے کسی حد تک محفوظ رہا ہے، بچوں کے مسائل اتنے شدید نہیں ہیں۔ عام طور پر بچوں سے محبت کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ مگر نام نہاد ترقی پسند، روشن خیال اور لبرل معاشروں میں بچوں کے Abuse کی ایسی گھناؤنی اور بھیانک صورتیں رونما ہو رہی ہیں جن کا ذکر کرتے ہوئے گھن آتی ہے۔ مگر چونکہ ان کے بظاہر روشن مگر اندر سے مکروہ اور تاریک پہلو کی نشاندہی بھی ضروری ہے، اس لئے ان کا مختصر تذکرہ بھی ضروری ہے۔

برطانیہ، سکنڈے نیویا اور یورپ کے دیگر ممالک میں کم سن بچوں کی جسم فروشی کی لعنت فروغ پا رہی ہے۔ پانچ سال سے کم بچوں اور بچیوں کے ساتھ بدکاری اور انہیں بطورِ طوائف کے استعمال کرنے کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مارچ ۱۹۹۸ء کے 'ریڈرز ڈائجسٹ' میں ایک مفصل رپورٹ شائع ہوئی جس میں 'بچہ بازی' کی ان مکرہ صورتوں کا تفصیل سے سروے کیا گیا ہے۔ بچوں کی بدکاری کی ویڈیو فلم بنا کر فروخت کرنے کا مکروہ دھندا بھی وہاں پر ہو رہا ہے۔ اس طرح کے گھناؤنے کاروبار میں ملوث اُفراد کو Paedophile یا 'بچہ باز' کہا جاتا ہے، ریڈرز ڈائجسٹ کی رپورٹ کے مطابق اس غلیظ دھندے میں حکومتوں کے وزرا اور اُمرا بھی ملوث ہیں، یہ 'پیڈوفائل' بچوں کو اغوا کرتے ہیں اور پھر انہیں بدکاری کے بعد قتل کر دیتے ہیں۔

جولائی ۲۰۰۰ء کے دوسرے ہفتے میں برطانوی ذرائع اَبلاغ نے شہ سرخیوں کے ساتھ ایک تہلکہ خیز خبر شائع کی کہ ایک 'پیڈوفائل' نے آٹھ سالہ بچی سارہ پین (Sarah Payne) کو اغوا کرنے کے بعد قتل کر دیا، پھر اس کی ننگی لاش کو ویسٹ سیکس کے قریب کھیتوں میں پھینک دیا۔ اس وقت میرے سامنے ۲۱/ جولائی ۲۰۰۰ کے برطانیہ کے تین معروف اخبارات: ڈیلی میل، گارجین، دی انڈی پینڈنٹ" رکھے ہیں، ان میں اس وحشیانہ واقعہ پر متعدد آرٹیکل لکھے گئے ہیں۔ مثلاً ڈیلی میل کے ایک مضمون کا عنوان ہے:
What drives a paedophile to murder "ایک بچہ باز کو آخر کیا چیز قتل پر اُبھارتی ہے؟"

اسی اخبار میں بہت سے قارئین کے دردناک خطوط شائع ہوئے ہیں، جنہوں نے اس معصوم بچی سارہ پین کے والدین کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کے قاتل کو گرفتار کر کے سزائے موت دے۔ یاد رہے کہ برطانوی قانون میں سزائے موت کو ختم کر دیا گیا ہے۔

حکومتِ پنجاب کے محکمہ سماجی بہبود کے زیر نگرانی 'نگہبان'، 'چمن' اور 'گہوارہ' کے نام سے مختلف اِدارے لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، ملتان اور سرگودھا میں کام کر رہے ہیں۔ گھر سے بھاگے ہوئے اور گم شدہ بچوں کو 'نگہبان' میں رکھا جاتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ سوشل ورک نے ۱۹۹۸ء میں لاہور اور دیگر شہروں میں قائم نگہبان کی کارکردگی کے متعلق تحقیقی اور تجزیاتی رپورٹ پیش کی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق گھر سے بچوں کے بھاگنے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

غربت، گھروں میں کھچاؤ Tension کی فضا، والدین کی طرف سے مارپیٹ، بچوں کے لئے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تفریح کے کم مواقع، کام چوری کا رجحان، والدین کی طرف سے بچوں پر توجہ نہ دینا، ناخواندگی، بری صحبت، افرادِ کنبہ کی زیادہ تعداد، سوتیلے ماں باپ کا برا سلوک، ماں باپ میں سے کسی کی وفات، بچوں کے جذبات کو نظر انداز کرنا...... اس رپورٹ کے مطابق حکومتی اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

مغربی معاشرہ بچوں کے حقوق کے بارے میں اِفراط وتفریط کا شکار ہے۔ وہاں بچوں کے حقوق پر زیادہ زور نے والدین کے حقوق کو زَک پہنچائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں والدین کے اِحترام کا وہ تصور موجود نہیں ہے جو اِسلامی معاشرے کی خصوصیت ہے۔ اِسلام نے والدین کے حقوق اور بچوں کے حقوق کے درمیان خوبصورت توازن قائم کیا ہے جس کے نتیجے میں اولاد اور والدین کے مابین محبت، اعتماد اور مستقل خونی تعلق میں پختگی اور پائیداری کی صورت قائم کردی ہے۔ اسلام نے بچوں کے حقوق پر بہت زور دیا ہے۔ اِسلامی تعلیمات کے مطابق والدین کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کے نان ونفقہ کے بندوبست کے ساتھ ان کی اَخلاقی تربیت کا اہتمام بھی کریں۔

بچوں کی تعلیم اور صحت کا خیال رکھنا والدین کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ بچوں سے نرمی کے برتاؤ کی ہدایت کی گئی ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ''جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور بچوں پر رحم نہیں کھاتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ آپؐ بچوں سے بے حد شفقت اور مہربانی سے پیش آتے تھے، حضرت حسین اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے متعلق آتا ہے کہ وہ نماز کی حالت میں حضورِ اکرم ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوجاتے، اگر آپؐ سجدہ کی حالت میں ہوتے تو ان کے اُترنے کا انتظار فرماتے۔ عید کے موقع پر ایک دفعہ آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں ایک بچہ کو روتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ کے دریافت فرمانے پر اس نے بتایا کہ آج عید کا جشن ہے مگر اس کے پاس نئے کپڑے نہیں ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ فوراً گھر واپس تشریف لے گئے اور اس کے لئے نئے لباس کا بندوبست فرمایا۔ قرآنِ مجید میں یتیم بچوں کے حقوق کے تحفظ کے متعلق بے حد تاکید کی گئی ہے۔

اسلام نے کھانے پینے، خوراک اور عام ضروریاتِ زندگی کے معاملے میں لڑکوں اور لڑکیوں سے برابر برتاؤ کی ہدایت کی ہے۔ عرب معاشرے میں بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا وحشیانہ طریقہ رائج تھا۔ قرآنِ مجید کی اس آیت میں اسی بے رحمانہ روایت کا ذکر کیا گیا ہے ﴿بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾

''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی'' (سورۂ تکویر)

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس آیت کے اندازِ بیان میں ایسی شدید غضبناکی پائی جاتی ہے جس سے زیادہ سخت غضبناکی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بیٹی کو زندہ گاڑنے والے ماں باپ اللہ کی نگاہ میں ایسے قابل نفرت ہوں گے کہ ان کو مخاطب کرکے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تم نے اس معصوم کو کیوں قتل کیا بلکہ ان سے نگاہ پھیر کر معصوم بچی سے پوچھا جائے گا کہ تو بے چاری آخر کس قصور میں ماری گئی۔ اس میں اہل عرب کو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یہ احساس دلایا گیا ہے کہ جاہلیت نے ان کو اَخلاقی پستی کی کس انتہا پر پہنچا دیا ہے (تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۲۶۴) ...... وہ مزید لکھتے ہیں:

''درحقیقت یہ اسلام کی برکتوں میں سے ایک بڑی برکت ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ عرب سے اس انتہائی سنگدلانہ رسم کا خاتمہ کیا بلکہ اس تخیل کو مٹایا کہ بیٹی کی پیدائش کوئی حادثہ اور مصیبت ہے جسے بادلِ نخواستہ برداشت کیا جائے۔ اس کے برعکس اسلام نے یہ تعلیم دی کہ بیٹیوں کی پرورش کرنا، انہیں عمدہ تعلیم وتربیت دینا اور انہیں اس قابل بنانا کہ وہ اچھی گھر والی بن سکیں، بہت بڑا نیکی کا کام ہے''

رسول اللہ ﷺ کی متعدد احادیث لڑکیوں کی پرورش کے متعلق ترغیب پر مبنی ہیں۔ چند ایک ملاحظہ کیجئے:

۱۔ جو شخص ان لڑکیوں کی پیدائش سے آزمائش میں ڈالا جائے اور پھر وہ ان سے نیک سلوک کرے تو یہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بنیں گی (بخاری ومسلم)

۲۔ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں تو قیامت کے روز وہ میرے ساتھ اس طرح آئے گا، یہ فرما کر حضور ﷺ نے اپنی انگلیوں کو جوڑ دیا۔ (مسلم)

۳۔ جس کے ہاں لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے، نہ ذلیل کرکے رکھے، نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دے، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (ابوداود)

۴۔ جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کی، ان کو اچھا اَدب سکھلایا اور ان سے شفقت کا برتاؤ کیا یہاں تک کہ وہ اس کی مدد کی محتاج نہ رہیں تو اللہ اس کے لئے جنت واجب کردے گا۔ (شرح السنہ)

مسلمان حکومتوں کو چاہئے کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں بچوں کے حقوق کا تعین کریں، ان کے متعلق مناسب قانون سازی کے ذریعے ان کے نفاذ کو یقینی بنائیں۔ مغربی فکر کی دریوزہ گری اور اندھی تقلید سے اِسلامی معاشروں میں والدین اور اولاد کے درمیان محبت پر اُستوار رشتوں میں رخنہ اندازی کے اِمکانات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

(محمد عطاء اللہ صدیقی)

اطلاع: محدثِ کبیر حافظ عبد اللہ روپڑیؒ کے برادرِ خورد شیخ التفسیر حافظ محمد حسین روپڑیؒ کی سب سے بڑی بیٹی حافظہ اُمت الوہاب جو خطیبِ شہیر مولانا حافظ محمد اسمٰعیل روپڑیؒ کی بیوہ اور مدیر اعلیٰ محدث حافظ عبد الرحمن مدنی کی سب سے بڑی ہمشیرہ تھیں، مؤرخہ ۷ اِگست ۲۰۰۰ء کو ستر سال کی عمر میں شیخ زائد ہسپتال لاہور میں انتقال کرگئیں۔ اِنا للہ واِنا اِلیہ راجعون

آپ گذشتہ چند ماہ سے علیل تھیں۔ آپ نہایت سخی دِل اور روپڑی خاندان کی خواتین میں بڑی عالمہ اَور صاحبِ تقویٰ شخصیت تھیں۔ آپ نے نصف صدی قبل تمام درسی علوم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کئے اور اعلیٰ سندات حاصل کیں، تادمِ آخریں تبلیغ واشاعت میں مصروف اَور علمی کاموں کی سرپرستی کرتی رہیں ...... اِسی شام ہی گارڈن ٹاؤن، لاہور کے قبرستان میں حافظ محمد اسمٰعیل روپڑیؒ کے قریب ان کی تدفین کی گئی۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ